بدر الانوار فی آداب الآثار

آثار مقدسہ کے بارے میں روشنیوں کا ماہ کامل

۱۳۲۶ھ

مصنف:

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

آثار مقدسہ اور اُن سے تبرک و توسل

رسالہ

بدر الانوار فی اٰداب الاٰثار

(آثارِ مقدسہ کے آداب کے بارے میں روشنیوں کا ماہِ کامل)

۱۳۲۶ھ

فصل اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ۱۶۷: اجمیر شریف درگاہ معلّٰی مرسلہ سید حبیب اللہ قادری دمشقی طرابلسی شامی

۲۸ رجادی الآخرہ ۱۳۲۳ھ

ماقولکم دام فضلکم (اللہ تعالٰی کا ہمیشہ آپ پر فضل ہو آپ کا کیا ارشاد مبارک ہے۔ت) ایک شخص اپنے وعظ میں صاف انکار کرتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا کوئی تبرک اور حضور کے آثار شریفہ سے کوئی چیز اصلاً باقی نہیں، نہ صحابہ کے پاس تبرکاتِ شریفہ سے کچھ تھا نہ کبھی کسی نبی کے آثار سے کچھ تھا، اُمید کہ اس کا جواب بحوالہ احادیث وکتاب ارشاد ہو۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، الحمد للہ حمدا یکافئنی فضلہ وانعامہ ویحلنا برضاہ دار المقامۃ دارا ذات برکۃ وسلامۃ لامخافۃ فیھا ولا اسامۃ والصلوۃ والسلام

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ اللہ تعالٰے کے لئے تمام حمدیں جو مجھے اپنے فضل و انعام میں کفایت دے اور ہمیں اپنی رضا سے برکت اور سلامتی والے گھر (جنت) میں

علی نبی التہامۃ خیر من لبس الجبۃ والنعل والعمامۃ وعلٰی اٰلہ وصحبہ ذوی الکرامۃ الناصحین لامتہ المبلغین احکامہ المعظمین اٰثارہ بعدہ وامامہ صلٰوۃ تنمی وتنمی الٰی یوم القیٰمۃ۔

داخل کرے جہاں خوف ہے نہ تکلیف، اور صلٰوۃ وسلام تہامہ کے نبی پر جو جُبّہ وچپل اور عمامہ پہننے والوں میں سب سے افضل ہیں اور آپ کی آل واصحاب کرامت والوں پر جو اُمت کے مخلص اور ان کو احکام پہنچانے والے ہیں اور آپ کے آثار مبارکہ کی آپ کے بعد اور سامنے بھی تعظیم کرنے والے ہیں، بڑھنے والی صلٰوۃ قیامت تک بڑھتی رہے۔ (ت)

امابعد یہ فتاوٰی ہیں متعلق تبرکاتِ شریفہ وآثار لطیفہ کہ اُن کا ادب کیسا ہے اور اُن کے ثبوت میں کیا دیکھا ہے اور بے سند ہوں تو کیا چاہئے اور زیارت پر نذرانہ لینے دینے مانگنے کے مسئلے جن کا فقیر سے سوال ہوا اور مجموع کا بدر الانوار فی اٰداب الاٰثار نام ٹھہرا، والحمدللہ رب العٰلمین والصلٰوۃ علی المولی واٰلہ اجمعین۔

ایسا شخص آیات واحادیث کا منکر اور سخت جاہل خاسر بالکمال گمراہ فاجر ہے اس پر توبہ فرض ہے اور بعد اطلاع بھی تائب نہ ہو تو ضرور گمراہ بے دین ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبٰرکا وھدی للعٰلمین فیہ اٰیٰت بیّنٰت مقام ابراھیم[1]۔

بیشک سب میں پہلا گھر کہ لوگوں کے لئے مقرر فرمایا گیا وُہ ہے جو مکّہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کو راہ دکھاتا اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کا پتھر۔

جس پر کھڑے ہوکر انھوں نے کعبہ معظمہ بنایا اُن کے قدم پاک کا نشان اس میں بن گیا، اجلہ محدثین عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وازرقی نے امام اجل مجاہد تلمیذ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں روایت کی:

قال اثر قدمیہ فی المقام اٰیۃ بینۃ[2]۔

فرمایا کہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والسلام کے دونوں قدم پاک کا اس پتھر میں نشان ہوجانا یہ کھلی نشانی ہے جسے اللہ عزوجل اٰیات بینات فرمارہا ہے۔

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۹۶

[2] جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت آیۃ ۳/ ۹۶ المطبعۃ المیمنیۃ مصر ۴/ ۹
تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم " " مکتبہ نزار مکۃ المکرمۃ ۳/ ۷۱۱

تفسیر کبیر میں ہے :

الفضیلة الثانیة لهذا البیت مقام ابراهیم وهو الحجر الذی وضع ابراهیم قدمه علیه فجعل الله ما تحت قدم ابراهیم علیه الصلٰوة والسلام من ذٰلك الحجر دون سائر اجزائه کالطین حتی غاص فیه قدم ابرٰهیم علیه الصلٰوة والسلام وهذا مما لا یقدر علیه الا الله تعالٰی، ولا یظهره الا علی انبیاء، ثم لما رفع ابراهیم علیه الصلٰوة والسلام قدمه عنه خلق فیه الصلابة الحجریة مرة اخری، ثم انه تعالٰی ابقی ذلك الحجر علٰی سبیل الاستمرار والدوام فهذه انواع من الاٰیات العجیبة والمعجزات الباهرة اظهرها الله تعالٰی فی ذٰلك الحجر۔[1]

یعنی کعبہ معظمہ کی ایک فضیلت مقامِ ابراہیم ہے یہ وُہ پتھر ہے جس پر ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والسلام نے اپنا قدم مبارک رکھا تو جتنا ٹکڑا ان کے زیرِ قدم آیا تر مٹی کی طرح نرم ہوگیا یہاں تک کہ ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والسلام کا قدم مبارک اُس میں پَیر گیا اور یہ خاص قدرتِ الٰہیہ ومعجزۂ انبیاء ہے پھر جب ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والسلام نے قدم اٹھایا اللہ تعالٰی نے دوبارہ اس ٹکڑے میں پتھر کی سختی پیدا کردی کہ وہ نشانِ قدم محفوظ رہ گیا پھر اسے حق سبحٰنہ نے مدتہا مدت باقی رکھا تو یہ اقسام اقسام کے عجیب وغریب معجزے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے اس پتھر میں ظاہر فرمائے۔

ارشاد العقل السلیم میں ہے :

ان کلا احد من اثر قدمیه فی صخرة صماء وغوصه فیها الی الکعبین والانة بعض الصخور دون بعض وابقائه دون سائر اٰیات الانبیاء علیهم الصلٰوة والسلام وحفظه مع کثرة الاعداء الوف سنة اٰیة مستقلة۔[2]

یعنی اسی ایک پتھر کو مولٰی تعالٰی نے متعدد آیات فرمایا اس لئے کہ اس میں ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم کا نشانِ قدم ہوجانا ایک اور ان کے قدموں کا گٹوں تک اس میں پیر جانا دو اور پتھر کا ایک ٹکڑا نرم ہوجانا باقی کا اپنے حال پر رہنا تین، اور معجزاتِ انبیاءِ سابقین علیہم الصلٰوۃ والتسلیم میں اس معجزے کا باقی رکھنا چار، اور باوصف کثرتِ اعداء ہزاروں برس اس کا محفوظ رہنا پانچ، یہ ہر ایک بجائے خود ایک آیت ومعجزہ ہے۔

---

[1] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیت ۳/۹۶ المطبعة البهیة المصریة مصر ۸/۱۵۵
[2] ارشاد العقل السلیم " " ۳/۹۶ دار احیاء التراث العربی بیروت الجزء الثانی ۲/۶۱

مولیٰ سبحنہ تعالیٰ فرماتا ہے :

قال لھم نبیھم ان اٰیۃ ملکہ ان یاتیکم التابوت فیہ سکینۃ من ربکم وبقیۃ مما ترک اٰل موسٰی واٰل ھٰرون تحملہ الملٰئکۃ ان فی ذٰلک لاٰیۃ لکم ان کنتم مؤمنین[1]

بنی اسرائیل کے نبی شمویل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن سے فرمایا کہ سلطنت طالوت کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے سکینہ ہے اور موسٰی و ہارون کے چھوڑے ہُوئے تبرکات ہیں فرشتے اسے اٹھا کر لائیں، بے شک اس میں تمہارے لئے عظیم نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

وہ تبرکات کیا تھے، موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا اور ان کی نعلین مبارک اور ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمامہ مقدسہ وغیرہا، ان کی برکات تھیں کہ بنی اسرائیل اُس تابوت کو جس لڑائی میں آگے کرتے فتح پاتے اور جس مراد میں اس سے توسّل کرتے اجابت دیکھتے۔ ابن جریر و ابن ابی حاتم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، قال :

وبقیۃ مما ترک اٰل موسٰی عصاہ ورضاض الالواح[2]

تابوتِ سکینہ میں تبرکاتِ موسویہ سے ان کا عصا اور تختیوں کی کرچیں۔

وکیع بن الجراح و سعید بن منصور و عبد بن حمید و ابن ابی حاتم و ابوصالح تلمیذ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، قال :

کان فی التابوت عصا موسٰی وعصا ھٰرون وثیاب موسٰی وثیاب ھٰرون ولوحان من التوراۃ والمن وکلمۃ الفرج لا الٰہ الا اللہ الحلیم الکریم وسبحٰن اللہ رب السمٰوٰت السبع ورب العرش العظیم والحمد للہ رب العالمین[3]

تابوت میں موسٰی و ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کے عصا، اور دونوں حضرات کے ملبوس اور توریت کی دو تختیاں اور قدرے مَن کہ بنی اسرائیل پر اترا اور یہ دعائے کشائش لا الٰہ الا اللہ الحلیم الکریم الخ۔

معالم التنزیل میں ہے :

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۴۸

[2] جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت آیۃ ۲/ ۲۴۸ المطبعۃ الیمنیۃ مصر ۲/ ۳۶۶

[3] تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم حدیث ۲۴۸۵ و ۲۴۸۶ مکتبۃ نزار مکۃ المکرمۃ ۲/ ۴۷۰

کان فیہ عصا موسٰی ونعلاہ وعمامۃ ھرون وعصاہ[1] الخ۔

تابوت میں موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا اور ان کی نعلین اور ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمامہ وعصا الخ (ت)

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دعا بالحلاق وناول الحالق شقہ الایمن فحلقہ ثم دعا ابا طلحۃ الانصاری فاعطاہ ایاہ ثم ناول الشق الایسر فقال احلق فحلقہ فاعطاہ ابا طلحۃ فقال اقسمہ بین الناس[2]۔

یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حجام کو بلا کر سر مبارک کے داہنی جانب کے بال مونڈنے کا حکم فرمایا پھر ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بلاکر وہ سب بال انھیں عطا فرما دئے پھر بائیں جانب کے بالوں کو حکم فرمایا اور وہ ابوطلحہ کو دے کہ انھیں لوگوں میں تقسیم کردو۔

صحیح بخاری شریف کتاب اللباس میں عیسٰی بن طہمان سے ہے:

قال اخرج الینا انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ نعلین لہما قبالان فقال ثابت البنانی ھذہ نعل النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[3]۔

انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ دو نعل مبارک ہمارے پاس لائے کہ ہر ایک میں بندش کے دو تسمے تھے ان کے شاگرد رشید ثابت بنانی نے کہا یہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نعل مقدس ہے۔

صحیحین میں ابوبردہ سے ہے:

قال اخرجت الینا عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا کساء ملبدا وازارا غلیظا فقالت قبض روح رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے ایک رضائی یا کمبل اور ایک موٹا تہبند نکال کر ہمیں دکھایا اور فرمایا کہ وقتِ وصالِ اقدس حضور پرنور

---

[1] معالم التنزیل علی ہامش تفسیر الخازن تحت آیۃ ۲/ ۲۴۸ مصطفی البابی مصر ۱/ ۲۵۷

[2] صحیح مسلم کتاب الحج باب بیان ان السنۃ یوم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۲۱

[3] صحیح البخاری کتاب الجہاد " " " ۱/ ۴۳۸

" کتاب اللباس " " " ۲/ ۸۷۱

علیہ وسلم فی ھٰذین[1] | صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے یہ دو کپڑے تھے۔

صحیح مسلم شریف میں حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے:

انہا اخرجت جبۃ طیالسیۃ کسروانیۃ لہا لبنۃ دیباج وفرجیہا مکفوفین بالدیباج وقالت ھٰذہ جبۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کانت عند عائشۃ فلما قبضت قبضتہا وکان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یلبسہا فنحن نغسلہا للمرضی نستشفی بہا۔[2]

یعنی انھوں نے ایک اُونی جبّہ کسروانی ساخت نکالا اس کی پلیٹ ریشمین تھی اور دونوں چاکوں پر ریشم کا کام تھا اور کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا جبّہ ہے ام المومنین صدیقہ کے پاس تھا ان کے انتقال کے بعد میں نے لے لیا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اسے پہنا کرتے تھے تو ہم اسے دھو دھو کر مریضوں کو پلاتے اور اس سے شفا چاہتے ہیں۔

صحیح بخاری میں عثمٰن بن عبداللہ بن موہب سے ہے:

قال دخلت علی ام سلمۃ فاخرجت الینا شعرا من شعر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مخضوبا۔[3]

میں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے موئے مبارک کی ہمیں زیارت کرائی اس پر خضاب کا اثر تھا۔

یہ چند احادیث خاص صحیحین سے لکھ دیں اور یہاں احادیث میں کثرت اور اقوال ائمہ کا تواتر بشدت اور مسئلہ خود واضح، اور اس کا انکار جہل فاضح ہے لہذا صرف ایک عبارت شفاء شریف پر اقتصار کریں، فرماتے ہیں:

ومن اعظامہ واکبارہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اعظام جمیع اسبابہ ومالمسہ اوعرف بہ وکانت فی

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم کا ایک جُز یہ بھی ہے کہ جس چیز کو حضور سے کچھ علاقہ ہو حضور کی طرف منسوب ہو حضور نے اُسے

---

[1] صحیح البخاری کتاب الجہاد ۱/ ۴۳۸ و کتاب اللباس باب الاکسیۃ والخمائص ۲/ ۸۶۵ قدیمی کتب خانہ کراچی
صحیح مسلم کتاب اللباس باب التواضع فی اللباس قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۹۳-۹۴

[2] صحیح مسلم " باب تحریم استعمال اناء الذہب والفضۃ الخ ۲/ ۱۹۰

[3] صحیح البخاری " باب یذکر فی الشیب ۲/ ۸۷۵

قلنسوۃ خالد بن الولید رضی اللہ تعالٰی عنہ شعرات من شعرہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فسقطت قلنسوتہ فی بعض حروبہ فشد علیہا شدۃ انکر علیہ اصحاب النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کثرۃ من قتل فیہا فقال لم افعلہا بسبب القلنسوۃ بل لما تضمنتہ من شعرہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لئلا اسلب برکتہا وتقع فی ایدی المشرکین ورأی ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما واضعا یدہ علی مقعد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من المنبر ثم وضعہا علی وجہہ[1] (ملخصًا)۔

چھُوا ہو یا حضور کے نام پاک سے پہچانی جاتی ہو اُس سب کی تعظیم کی جائے خالد بن ولید رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ٹوپی میں چند مُوئے مبارک تھے کسی لڑائی میں وہ ٹوپی گر گئی خالد رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اُس کے لئے ایسا شدید حملہ فرمایا جس پر اور صحابہ کرام نے انکار کیا اس لئے کہ اُس شدید وسخت حملہ میں بہت مسلمان کام آئے خالد رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا میرا یہ حملہ ٹوپی کیلئے نہ تھا بلکہ مُوئے مبارک کے لئے تھا کہ مبادا اس کی برکت میرے پاس نہ رہے اور وہ کافروں کے ہاتھ لگیں، اور ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو دیکھا گیا کہ منبر اطہر سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں جو جگہ جلوس اقدس کی تھی اُسے ہاتھ سے مَس کرکے وہ ہاتھ اپنے منہ پر پھیر لیا (ملخصًا)

اللھم ارزقنا حب حبیبك وحسن الادب معہ ومع اولیائہ اٰمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وبارك وسلم وعلیہم اجمعین۔

اے اللہ! ہمیں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام کی محبت اور حسنِ ادب نصیب فرما۔ آمین! (ت)

خالد بن ولید کی حدیث ابو یعلٰی اور عبداللہ بن عمر کی حدیث ابن سعد نے طبقات میں روایت کی۔ واللہ تعالٰی اعلم

فصل دوم

مسئلہ ۱۶۸: از بستی مرسلہ مولوی مفتی عزیز الحسن صاحب رجسٹرار ۹ شوال ۱۳۱۰ھ

جناب مولانا سراپا فیض مجسم علم وحلم، معظم ومکرم دام مجدہم۔ پس از سلام مسنون باعث تکلیف آنجناب یہ ہے کہ ایک شخص برکت آثار بزرگان سے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ بزرگوں کے خرقہ وجُبّہ

---

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل ومن اعظامہ واکبارہ الخ عبدالتواب اکیڈمی بوہڑ گیٹ ملتان ۲/ ۴۴

وغیرہما سے کوئی برکت حاصل نہیں ہوتی، چونکہ وہ پڑھے لکھے ہیں یہ امر قرار پایا ہے کہ اگر سَو برس سے قبل کے کسی عالم نے اپنی کتاب میں اس برکت کو تحریر کیا ہو تو میں مان لُوں گا، آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے جُبّہ وغیرہ میں گفتگو نہیں ہے، والسلام

الجواب

برکت آثار بزرگان سے انکار آفتابِ روشن کا انکار ہے معہذا جب برکت آثار شریفہ حضور پُرنور سیدِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم مسلم اور ہُر ظاہر کہ اولیاء وعلماء حضور کے ورثا ہیں تو اُن کے آثار میں برکت کیوں نہ ہوگی کہ آخر وارثِ برکات و وارث ایراث برکات ہیں، فقیر غفراللہ تعالٰی لہ اتمامِ حُجت کے لئے چند عباراتِ ائمہ وعلماء کہ وہ سب آج سے سَو برس پہلے اور بعض پانسو چھ سَو برس پہلے کے تھے حاضر کرتا ہے، کتبِ مطبوعہ کا نشان جلد وصفحہ بھی ظاہر کر دیا جائے گا کہ مراجعت میں آسانی ہو۔

(۱) امام اجل ابوزکریا نووی جن کی ولادت باسعادت ۶۳۱ھ اور وفات شریف ۶۷۷ھ میں ہوئی شرح صحیح مسلم شریف میں زیرِ حدیث عتبان بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ: انی احب ان تاتینی وتصلی فی منزلی فاتخذہ مصلی (میری تمنا ہے کہ آپ میرے گھر تشریف لاکر کسی جگہ نماز پڑھ لیں تاکہ میں اس جگہ کو نماز پڑھنے کے لئے متعین کر لوں۔ت) فرماتے ہیں:

فی ھذا الحدیث انواع من العلم و فیہ التبرک باٰثار الصالحین و فیہ زیارۃ العلماء والصلحاء والکبار و اتباعھم و تبریکھم ایاھم[1]

اس حدیث میں کئی قسم کے علوم ومعارف ہیں اور اس میں بزرگانِ دین کے آثار سے تبرک اور علماء، صلحاء، اور بزرگوں اور ان کے متبعین کی زیارت اور ان سے برکات کا حصول ثابت ہے۔ (ت)

(۲) نیز اسی حدیث کے نیچے لکھتے ہیں:

فی حدیث عتبان فی ھذا فوائد کثیرۃ منھا التبرک بالصالحین و اٰثارھم والصلٰوۃ فی المواضع التی صلوا بھا وطلب التبریک منھم[2]

حضرت عتبان رضی اللہ تعالٰی عنہ کی اس حدیث میں بہت فوائد ہیں ان میں سے صالحین اور ان کے آثار سے تبرک اور ان کی جائے نماز پر نماز اور ان سے تبرکات حاصل کرنا ثابت ہے (ت)

---

[1] المنہاج لشرح صحیح مسلم بن الحجاج کتاب الایمان باب الدلیل علی ان من مات علی التوحید الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۷

[2] " " " کتاب المساجد باب الرخصۃ فی التخلف عن الجماعۃ لعذر " " ۱/ ۲۳۳

(۳) اسی میں زیرِ حدیث ابو جحیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فخرج بلال بوضوئہ فمن ناشل و ناضح (حضرت بلال رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے وضو کا بچا ہوا پانی لے کر باہر نکلے لوگوں نے اس پانی کو مَل لیا، کسی کو پانی مِل گیا اور کسی نے اس پانی کو چھڑک لیا۔ ت) فرمایا:

فیہ التبرك بآثار الصالحین واستعمال فضل طہورھم وطعامھم وشرابھم ولباسھم[1]

اس حدیث سے بزرگانِ دین کے آثار سے تبرک حاصل کرنا ثابت ہوتا ہے اور انکے وضو سے بچے ہوئے پانی، طعام، مشروب اور لباس کے استعمال سے برکت حاصل ہونا ثابت ہے (ت)

(۴) اسی میں زیرِ حدیث انس رضی اللہ تعالٰی عنہ مایؤتی باناء الاغمس یدہ فیہ (مدینہ کے خدام پانی سے بھرے ہوئے اپنے اپنے برتن لے کر آتے حضور ہر برتن میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے۔ ت) فرمایا:

فیہ التبرك بآثار الصالحین[2]

اس میں صالحین کے آثار سے تبرک ثابت ہے (ت)

(۵) اسی میں زیرِ حدیث ابو ایوب رضی اللہ تعالٰے عنہ اکل منہ وبعث بفضلۃ الیّ (طعام سے کھایا اور بقیہ میری طرف بھیج دیا۔ ت) فرمایا:

قال العلماء فی ھذہ انہ یستحب للاکل والشارب ان یفضل مما یاکل ویشرب فضلۃ لیواسی بہا من بعدہ لاسیما ان کان ممن یتبرك بفضلتہ[3]

علمائے کرام نے فرمایا اس میں فائدہ ہے کہ کھانے اور پینے والے کو مستحب ہے کہ اپنے کھانے پینے سے کچھ بچا رکھے تاکہ دوسرے حصہ پائیں خصوصاً ایسے لوگ جن کے بچے ہوئے سے تبرک حاصل کیا جاتا ہو۔ (ت)

(۶) اسی میں زیرِ حدیث سأل عن موضع اصابعہ فیتتبع موضع اصابعہ (آپ کی انگشت مبارک کے مقام سے متعلق پوچھتے تو آپ کی انگشت مبارک کی جگہ تلاش کرتے۔ ت) فرمایا:

فیہ التبرك بآثار الخیر فی الطعام وغیرہ[4]

اس میں آثارِ صالحین سے تبرک طعام وغیرہ میں ثابت ہے۔ (ت)

---

[1] المنہاج لشرح صحیح مسلم بن الحجاج کتاب الصلوٰۃ باب سترۃ المصلی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۹۶

[2] " " " " کتاب الفضائل باب قربہ صلی اللہ علیہ وسلم من الناس " " ۲/۲۵۶

[3] " " " " کتاب الاشربہ باب اباحۃ اکل الثوم الخ " " ۲/۱۸۳

[4] " " " " " " " " " "

(۷) امام احمد بن محمد قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں زیرِ حدیث ابوجحیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فجعل الناس یتمسحون بوضوئہ فرماتے ہیں:

استنبط منه التبرك بما یلامس اجساد الصالحین۔[1]

اس میں صالحین کے اجسام سے مس کرنیوالی چیز سے تبرک کا ثبوت ہے (ت)

(۸) اسی میں زیرِ حدیث انی واللّٰہ ما سألتہ لالبسہا انما سألتہ لتکون کفنی فرمایا:

فیه التبرك بآثار الصالحین قال اصحابنا لاینبدب ان یعد لنفسه کفنا الا ان یکون من اثرذی صلاح فحسن اعدادہ کما ھنا[2] انتھی ملخصا۔

اس میں آثارِ صالحین سے تبرک کا ثبوت ہے، ہمارے اصحاب نے فرمایا کسی صالح کے اثر والا کفن اپنے لئے تیار کرنا بہترین کفن ہے جیسے یہاں حدیث میں ہے انتہی ملخصا (ت)

(۹) مولانا علی قاری مکی متوفی ۱۰۱۴ھ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیثِ سنن نسائی کے نیچے کہ طلق بن علی رضی اللہ عنہ بقیہ آبِ وضوئے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حضور سے مانگ کر اپنے ملک کو لے گئے یہ فائدہ لکھ کر کہ:

فیه التبرك بفضله صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ونقله الی البلاد نظیر ماء زمزم۔

اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے استعمال سے بچی ہوئی چیز سے تبرک حاصل کرنا اور اسے دوسرے شہروں میں لے جانا آبِ زمزم کی نظیر ہے (ت)

فرمایا:

ویؤخذ من ذٰلك ان فضلة وارثیه من العلماء والصلحاء کذٰلك۔[3]

اور اس سے اخذ ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وارثوں علماء و صلحاء کا بچا ہوا بھی اسی طرح متبرک ہے (ت)

(۱۰) مولٰنا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ نے اشعۃ اللمعات میں فرمایا:

دریں حدیث استحباب تبرک است بہ بقیہ آب وضوے وپس ماندہ آنحضرت ونقل آں ببلاد و

اس حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وضو سے بچا ہوا پانی اور دیگر پسماندہ اشیاء کا متبرک ہونا

---

[1] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری ابواب سترۃ المصلی باب السترۃ بمکۃ دار الکتاب العربی بیروت ۱/ ۴۶۷

[2] ؎ ؎ ؎ ابواب الجنائز باب من استعد الکفن فی زمن نبی ؎ ۲/ ۳۹۶

[3] مرقاۃ المفاتیح باب المساجد مواضع الصلوٰۃ الفصل الثانی مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۲/ ۴۲۰

مواضع بعیدہ مانند آب زمزم و آنحضرت چوں
در مدینہ مے بود آب زمزم را از حاکم مکہ
مے طلبید و تبرک مے ساخت و فضلہ وارثان او
کہ علماء و صلحاء اند و تبرک بآثار و انوار ایشاں
ہم بریں قیاس ست ۱؎

اور ان کو دوسرے بعید شہروں میں منتقل کرنے کی نظیر
آبِ زمزم شریف ہے، جب آپ مدینہ منورہ میں
تھے تو آپ حاکمِ مکہ سے آبِ زمزم طلب فرماتے اور
متبرک بناتے اور آپ کے وارث علماء و صلحاء کی
بچی ہوئی چیز اور ان کے آثار و انوار کا اسی پر
قیاس ہے۔ (ت)

(۱۱) امام علامہ احمد بن محمد مصری مالکی معاصر شیخ محقق دہلوی نے کتاب مستطاب فتح المتعال فی مدح خیر النعال میں امامِ اجل خاتمۃ المجتہدین ابو الحسن علی بن عبد الکافی سبکی شافعی متوفی ۷۵۶ھ کا ایک کلام نفیس تبرک بہ آثار امام شیخ الاسلام ابوزکریا نووی قدست اسرارہم میں نقل فرمایا:

وھذا لفظہ حکی جماعۃ من الشافعیۃ
ان الشیخ العلامۃ تقی الدین
اباالحسن علیا السبکی الشافعی لما تولی
تدریس دار الحدیث بالاشرفیۃ بالشام بعد
وفاۃ الامام النواوی احد من یفتخر
بہ المسلمون خصوصا الشافعیۃ انشد
لنفسہ۔

وفی دار الحدیث لطیف معنی
الی بسط لھا اصبو و اوی
لعلی ان امس بحر وجھی
مکانا مسہ قدم النواوی
واذا کان ھذا فی اثار من ذکر
فما بالک باثار من شرف

اس بات کو شوافع کی ایک جماعت نے حکایت
کیا ہے کہ علامہ شیخ تقی الدین ابو الحسن علی
سبکی شافعی جب شام میں امام نووی کی وفات
کے بعد مدرسہ اشرفیہ کے شیخ الحدیث
کے منصب پر فائز ہوئے تو انھوں نے
اپنے متعلق
یہ پڑھا:

دار الحدیث میں ایک لطیف معنیٰ سے لبسط کی طرف
اشارہ ہے جس کی طرف میں مائل اور راجع ہوں
یہ کہ ہو سکتا ہے کہ محبت کی شدت میں اس جگہ کو اپنے
چہرے سے مس کروں جس کو امام نووی کے قدم نے مس کیا ہے
جب یہ مذکور حضرات کے آثار کا معاملہ ہے تو اس ذات
کے آثار کے متعلق تیرا حال کیا ہوگا جس ذات سے سب نے

۱؎ اشعۃ اللمعات باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ الفصل الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۳۱

الجمیع بہ۔[1] شرف پایا۔ (ت)

(۱۲) شاہ ولی اللہ دہلوی متوفی ۱۱۷۴ھ فیوض الحرمین صفحہ ۲۰ میں لکھتے ہیں:

من اراد ان یحصل لہ ما للملاء السافل من الملئکۃ فلا سبیل الی ذلک الا الاعتصام بالطہارۃ و الحلول بالمساجد القدیمۃ التی صلی فیہا جماعات من الاولیاء[2] الخ۔

جو شخص ملاء سافل کے فرشتوں کا مقام چاہتا ہے اس کی طرف یہی صورت ہے کہ وہ طہارت اور قدیم مساجد جہاں اولیائے کرام نے نماز پڑھی ہو، میں داخل ہونے کا التزام کرے الخ۔ (ت)

(۱۳) اسی میں ہے ص ۴۹:

ان الانسان اذا صار محبوبًا فکان منظورا للحق وللملاء الاعلٰی وساجیلا فکل مکان حل فیہ انعقدت و تعلقت بہ ھمم الملاء الاعلٰی والساق الیہ افواج الملئکۃ وامواج النور لاسیما اذا کانت ھمتہ تعلقت بھذا المکان والعارف الکامل معرفۃ وحالا لہ ھمۃ یحل فیہا نظر الحق یتعلق باھلہ ومالہ وبیتہ ونسلہ ونسبہ وقرابتہ واصحابہ یشمل المال والجاہ وغیرہا ویصلحہا فبذلک تمیزت ماثر الکمل من ماثر غیرھم۔[3]

تحقیق جب انسان محبوب بن جاتا ہے تو وہ حق تعالٰی کا منظور اور ملاء اعلٰی کا خوب صورت دولھا بن جاتا ہے تو وہ جس مکان میں ہوتا ہے وہاں ملاء اعلٰی کی ہمتیں مرکوز ہوجاتی ہیں اور فرشتوں کی فوج اور نور کی امواج اس جگہ وارد ہوتی ہیں خصوصًا وہ مکان جہاں اس کی ہمت مرکوز ہوتی ہے اور معرفت میں کامل عارف کی ہمت میں حق تعالٰی کی نظر رحمت مرکوز ہوتی ہے جس کا عارف کے اہل، مال، گھر، نسل و نسب، قرابت اور اس کے اصحاب سے یوں تعلق ہوتا ہے کہ اس سے متعلق ہر چیز کو وہ تعلق شامل ہوجاتا ہے اسی بنا پر لوگوں کے آثار کامل اور غیر کامل حضرات کے آثار سے ممتاز ہوتے ہیں۔ (ت)

---

[1] فتح المتعال فی مدح خیر النعال مشہد ۵ محمد سعید اینڈ سنز کراچی ص ۶۲

[2] فیوض الحرمین (مترجم اردو) " ۲۰ " " ص ۳۹-۱۳۸

[3] " " " " " "

(۱۴) اسی میں ہے ص ۵۷ :

ان تام المعرفة لی وجه تحدیق د عنایة بکل شیٔ من طریقته ومذهبه وسلسلته ونسبه وقرابته وکل مایلیه وینسب الیه وعنایته هذه یختلط بها عنایة الحق۔[1]

بیشک تام معرفت والے کی روح کو اپنے متعلق ہر چیز طریقہ، مذہب، سلسلہ، نسب و قرابت بلکہ اس کی طرف ہر منسوب پر نظر و اہتمام ہوتا ہے جس کی وجہ سے حق تعالٰی کی عنایت اس کو شامل ہو جاتی ہے (ت)

(۱۵) یہی شاہ صاحب ہمعات میں لکھتے ہیں :

ازینجاست حفظ اعراس مشایخ و مواظبت زیارت قبور ایشاں والتزام فاتحہ خواندن وصدقہ دادن برائے ایشاں و اعتنائے تمام کردن بہ تعظیم آثار و اولاد و منتسبان ایشان۔[2]

اسی وجہ سے مشائخ کے عرس، ان کی قبروں کی زیارت، ان کے لئے فاتحہ خوانی اور صدقات کا اہتمام والتزام ضروری ہو جاتا ہے اور ان کے آثار و اولاد اور جو چیز ان کی طرف منسوب ہو ان کی تعظیم کا مکمل اہتمام لازم قرار پاتا ہے (ت)

(۱۶) انھیں شاہ صاحب کی انفاس العارفین میں ہے :

درحرمین شخصے از بزرگاں خود کلاہ حضرت غوث الثقلین تبرک یافتہ بود شبے در واقعہ حضرت غوث الاعظم را دیدکہ می فرمایند ایں کلاہ بہ ابوالقاسم اکبرآبادی برساں آں شخص برائے امتحان یک جبہ قیمتی ہمراہ آں کلاہ کردہ گفت کہ ایں ہر دو تبرک حضرت غوث الاعظم ہستند حکم شد کہ بشما رسانم حضرت شاں بسیار خوش شد گفتند آں شخص گفت کہ برائے شکر حصول ایں تبرک اہل شہر را

حرمین شریفین میں ایک ایسا شخص مقیم تھا جسے حضرت غوث الاعظم کی کلاہ مبارک تبرکاً سلسلہ وار اپنے آباء و اجداد سے ملی ہوئی تھی جس کی برکت سے وہ شخص حرمین شریفین کے نواح میں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور شہرت کی بلندیوں پر فائز تھا ایک رات حضرت غوث الاعظم کو کشف میں اپنے سامنے موجود پایا جو فرما رہے تھے کہ یہ کلاہ ابوالقاسم اکبرآبادی تک پہنچا دو۔ حضرت غوث اعظم کا

---

[1] فیوض الحرمین (مترجم اردو) مشہد ۲۶ محمد سعید اینڈ سنز کراچی ص ۱۶۱ و ۱۶۲

[2] ہمعات ہمعہ ۱۱ اکادیمیۃ الشاہ ولی اللہ الدہلوی حیدرآباد ص ۵۸

دعوت کنید فرمودند کہ وقتِ صبح بیایید مردمان بسیار بوقتِ صبح آمدند و طعامہائے خوب خوردند و فاتحہ خواندند بعد آں پرسیدند کہ شما مرد فقیر ہستید ایں قدر طعام از کجا آمد فرمود کہ جُبّہ را فروختم و تبرک را نگاہداشتم ہمہ گفتند کہ للہ الحمد کہ تبرک بمستحق رسید۔[1]

یہ فرمان سُن کر اس شخص کے دل میں آیا کہ اس بزرگ کی تخصیص لازماً کوئی سبب رکھتی ہے، چنانچہ امتحان کی نیت سے کلاہِ مبارک کے ساتھ ایک قیمتی جبہ بھی شامل کرلیا اور پوچھ گچھ کرتے حضرت خلیفہ کی خدمت میں جا پہنچا اور ان سے کہا کہ یہ دونوں تبرک حضرت غوث اعظم کے ہیں اور انھوں نے مجھے خواب میں حکم دیا ہے کہ یہ تبرکات ابو القاسم اکبرآبادی کو دے دو۔ یہ کہہ کر تبرکات ان کے سامنے رکھ دیئے۔ خلیفہ ابو القاسم نے تبرکات قبول فرماکر انتہائی مسرت کا اظہار کیا۔ اس شخص نے کہا یہ تبرک ایک بہت بڑے بزرگ کی طرف سے عطا ہوئے ہیں، لہٰذا اس شکریے میں ایک بڑی دعوت کا انتظام کرکے رؤسائے شہر کو مدعو کیجئے، حضرت خلیفہ نے فرمایا کل تشریف لانا ہم کافی سارا طعام تیار کرائیں گے آپ جس جس کو چاہیں بلالیجئے۔ دوسرے روز علی الصباح وہ درویش رؤسائے شہر کے ساتھ آیا دعوت تناول کی اور فاتحہ پڑھی فراغت کے بعد لوگوں نے پوچھا کہ آپ تو متوکل ہیں ظاہری سامان کو بھی نہیں رکھتے، اس قدر طعام کہاں سے مہیا فرمایا ہے؟ فرمایا کہ اس قیمتی جبے کو بیچ کر ضروری اشیاء خریدی ہیں۔ یہ سُن کر وہ شخص چیخ اٹھا کہ میں نے اس فقیر کو اہل اللہ سمجھا تھا مگر یہ تو مکّار ثابت ہوا' ایسے تبرکات کی قدر اس نے نہ پہچانی' آپ نے فرمایا چُپ رہو جو چیز تبرک تھی وہ میں نے محفوظ کرلی ہے اور جو سامانِ امتحان تھا ہم نے اسے بیچ کر دعوتِ شکرانہ کا انتظام کر ڈالا۔ یہ سُن کر وہ شخص متنبہ ہوگیا اور اس نے تمام اہل مجلس پر ساری حقیقتِ حال کھول دی جس پر سب نے کہا کہ الحمد للہ تبرک اپنے مستحق تک پہنچ گیا۔ (ت)

اسی طرح صدہا عبارات ہیں جس کے حصر و استقصا میں محل طمع نہیں، یہ سب ایک طرف فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ حدیث صحیح سے ثابت کرے کہ خود حضور پُرنور سید یوم النشور افضل صلوات اللہ تعالٰی و اجل تسلیماتہ علیہ وعلٰی آلہ و ذریاتہ آثار مسلمین سے تبرک فرماتے وللہ الحجۃ البالغۃ طبرانی معجم اوسط اور ابو نعیم حلیہ میں حضرت سیدنا وابن سیدنا عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی،

قال کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

یعنی حضور پُرنور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم

---

[1] انفاس العارفین (مترجم اردو) قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید اسلامک بک فاونڈیشن لاہور ص ۷۴

یبعث الی المطاھر فیوتی بالماء فیشربہ یرجو بہ برکۃ ایدی المسلمین[1] مسلمانوں کی طہارت گاہوں مثل حوض وغیرہ سے جہاں اہلِ اسلام وضو کیا کرتے پانی منگا کر نوش فرماتے اور اس سے مسلمانوں کے ہاتھوں کی برکت لینا چاہتے، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ وبارک وکرم۔

علامہ عبدالرؤف مناوی تیسیر ج ۲ ص ۲۶۹، پھر علامہ علی بن احمد عزیزی سراج المنیر ج ۳ ص ۱۵۰ شروح جامع صغیر میں اس حدیث کی نسبت فرماتے ہیں: باسناد صحیح[2] (صحیح اسناد کے ساتھ ہے۔ ت)

علامہ محمد حفنی اپنی تعلیقات علی الجامع میں فرماتے ہیں:

یرجو بہ برکۃ الخ لانھم محبوبون ﷲ تعالٰی بدلیل ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین[3] یعنی حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم بقیۂ آب وضوئے مسلمین میں اس وجہ سے امید برکت رکھتے کہ وہ محبوبانِ خدا ہیں، قرآن عظیم میں فرمایا بیشک اللہ دوست رکھتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے طہارت والوں کو۔

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اعلٰی واجل واکبر یہ حضور پُرنور سید المبارکین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں جن کی خاکِ نعلین پاک تمام جہانوں کے لئے تبرکِ دل وجان وسرمۂ چشم دین وایمان ہے وہ اس پانی کو جس میں مسلمانوں کے ہاتھ دُھلے تبرک ٹھہرائیں اور اُسے منگا کر بغرضِ حصولِ برکت نوش فرمائیں حالانکہ واللہ مسلمانوں کے دست وزبان ودل وجان میں جو برکتیں ہیں سب اُنھیں نے عطا فرمائیں اُنھیں کی نعلین پاک کے صدقے میں ہاتھ آئیں، یہ سب تعلیم اُمت وتنبیہ مشغولانِ خواب غفلت کے لئے تھا کہ یُوں نہ سمجھیں تو اپنے مولٰی وآقا صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا فعل سُن کر بیدار اور برکت آثار اولیاء وعلما کے طلبگار ہوں، پھر کیسا جاہل ومحروم ونافہم ملوم کہ محبوبان خدا کے آثار کو تبرک نہ جانے اور اس سے حصول برکت نہ مانے

---

[1] المعجم الاوسط حدیث ۷۹۰ مکتبۃ المعارف ریاض ۱/۴۴۳

[2] التیسیر لشرح الجامع الصغیر تحت حدیث مذکور مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۲/۲۶۹
السراج المنیر شرح الجامع الصغیر " " المطبعۃ الازہریۃ المصریۃ مصر ۳/۱۵۱

[3] تعلیقات للحفنی علی ہامش السراج المنیر " " " ۳/۱۵۱

ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علی سید المرسلین محمد و اٰلہ و صحبہ واولیائہ وعلمائہ وامتہ وحزبہ اجمعین اٰمین ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل سوم

مسئلہ ۶۹ غرہ ربیع الاول شریف ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تبرک آثار شریفہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیسا اور اس کے لئے ثبوت یقینی درکار ہے یا صرف شہرت کافی ہے اور نعلین شریفین کی تمثال کو بوسہ دینا کیسا ہے اور اُس سے توسل جائز ہے یا نہیں؟ اور بعض لوگ یوُں کرتے ہیں کہ تمثال نعل شریف کے اوپر بعد بسم اللہ کے لکھتے ہیں،

اللھم ارنی برکۃ صاحب ھٰذین النعلین الشریفین۔ یا اللہ! مجھے ان نعلین پاک کی برکت سے نواز۔ (ت)

اور اس کے نیچے دعائے حاجت لکھتے ہیں، یہ کیسا ہے؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب

فی الواقع آثار شریفہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تبرک سلفاً وخلفاً زمانۂ اقدس حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے آج تک بلانکیر رائج ومعمول اور باجماعِ مسلمین مندوب ومحبوب بکثرت احادیث صحیحہ وصحیح بخاری ومسلم وغیرہما صحاح و سُنن وکتبِ حدیث اس پر ناطق جن میں بعض کی تفصیل فقیر نے کتاب البارقۃ الشارقۃ علی مارقۃ المشارقۃ میں ذکر کی اور ایسی جگہ ثبوت یقینی یا سند محدثانہ کی اصلاً حاجت نہیں اس کی تحقیق وتنقیح کے پیچھے پڑنا اور بغیر اس کے تعظیم وتبرک سے باز رہنا سخت محرومی کم نصیبی ہے ائمہ دین نے صرف حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے نام سے اُس شے کا معروف ہونا کافی سمجھا ہے۔ امام قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں،

من اعظامہ واکبارہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعظام جمیع اسبابہ واکرام مشاھدہ وامکنتہ من مکۃ والمدینۃ ومعاھدہ ومالمسہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اوعرف بہ[1]

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام متعلقات کی تعظیم اور آپ کے نشانات اور مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے مقامات اور آپ کے محسوسات اور آپ کی طرف منسوب ہونے کی شہرت والی اشیاء کا احترام یہ سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم وتکریم ہے (ت)

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ فصل ومن اعظامہ الخ عبد التواب اکیڈمی بوہڑگیٹ ملتان ۲/۴۴

اسی طرح طبقۃً فطبقۃً شرقاً غرباً عجماً عرباً علمائے دین وائمہ معتمدین نعلِ مطہر حضور سید البشر علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل السلام کے نقشے کاغذوں پر بناتے کتابوں میں تحریر فرماتے آئے اور انھیں بوسہ دینے آنکھوں سے لگانے سر پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے اور دفعِ امراض وحصولِ اغراض میں اُس سے توسل فرمایا کئے اور بفضلِ الٰہی عظیم وجلیل برکات وآثار اُس سے پایا کئے۔ علامہ ابوالیمن ابن عساکر وشیخ ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن خلف سلمی وغیرہما علماء نے اس باب میں مستقل کتابیں تصنیف کیں اور علامہ احمد مقری کی فتح المتعال فی مدح خیر النعال اس مسئلہ میں اجمع وانفع تصانیف سے ہے، محدث علامہ ابوالربیع سلیمٰن بن سالم کلاعی وقاضی شمس الدین ضیف اللہ رشیدی وشیخ فتح اللہ بیلونی حلبی معاصر علامہ مقری وسید محمد موسٰی حسینی مالکی معاصر علامہ ممدوح وشیخ محمد بن فرج سبتی وشیخ محمد بن رشید فہری سبتی وعلامہ احمد بن محمد تلمسانی موصوف وعلامہ ابوالیمن ابن عساکر وعلامہ ابوالحکم مالک بن عبدالرحمٰن بن علی مغربی وامام ابوبکر احمد ابن امام ابومحمد عبداللہ بن حسین انصاری قرطبی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین نے نقشہ نعل مقدس کی مدح میں قصائد عالیہ تصنیف فرمائے ان سب میں اُسے بوسہ دینے سر پر رکھنے کا حکم واستحسان مذکور اور یہی مواہب لدنیہ امام احمد قسطلانی وشرح مواہب علامہ زرقانی وغیرہما کتب جلیلہ میں

مسطور وقد لخصنا اکثر ذلک فی کتابنا المزبور (اور ہم نے اکثر کا خلاصہ اپنی مذکور کتاب میں ذکر کیا ہے۔ت)

علماء فرماتے ہیں جس کے پاس یہ نقشہ متبرکہ ہو ظلم ظالمین وشرِ شیطان وچشم زخم حاسدین سے محفوظ رہے عورت دردِ زہ کے وقت اپنے داہنے ہاتھ میں لے آسانی ہو، جو ہمیشہ پاس رکھے نگاہِ خلق میں معزز ہو زیارتِ روضہ مقدس نصیب ہو یا خواب میں زیارتِ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مشرف ہو، جس لشکر میں ہو نہ بھاگے جس قافلہ میں ہو نہ لٹے، جس کشتی میں ہو نہ ڈوبے، جس مال میں ہو نہ چرے، جس حاجت میں اس سے توسل کیا جائے پوری ہو، جس مراد کی نیت سے پاس رکھیں حاصل ہو، موضعِ درد ومرض پر اسے رکھ کر شفائیں ملی ہیں، مہلکوں مصیبتوں میں اُس سے توسل کرکے نجات وفلاح کی راہیں کھلی ہیں، اس باب میں حکایاتِ صلحاء وروایاتِ علماء بکثرت ہیں کہ امام تلمسانی وغیرہ نے فتح المتعال وغیرہ میں ذکر فرمائیں اور بسم اللہ شریف اس پر لکھنے میں کچھ حرج نہیں، اگر یہ خیال کیجئے کہ نعلِ مقدس قطعاً تاجِ فرقِ اہلِ ایمان ہے مگر اللہ عزوجل کا نام وکلام ہر شے سے اجل واعظم وارفع واعلٰی ہے، یوہیں تمثال میں بھی احتراز چاہئے تو یہ قیاس مع الفارق ہے۔ اگر حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی جاتی کہ نامِ الٰہی یا بسم اللہ شریف حضور کی نعلِ اقدس مقدس پر لکھی جائے تو پسند نہ فرماتے مگر اس قدر ضروری ہے کہ نعل بحالتِ استعمال وتمثال محفوظ عن الابتذال میں تفاوت بدیہی ہے اور اعمال کا

مدار نیت پر ہے، امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جانورانِ صدقہ کی رانوں پر حبیس فی سبیل اللہ (اللہ کی راہ میں وقف ہے۔ ت) داغ فرمایا تھا حالانکہ ان کی رانیں بہت محلِ بے احتیاطی ہیں، بلکہ سنن دارمی شریف میں ہے:

اخبرنا مالك بن اسمعیل ثنا مندل بن علی الغزی حدثنی جعفر بن ابی المغیرۃ عن سعید بن جبیر قال کنت اجلس الی ابن عباس فاکتب فی الصحیفۃ حتی تمتلئ ثم اقلب نعلی فاکتب فی ظهورها[1] واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مالک بن اسمٰعیل نے خبر دی کہ مندل بن علی الغزی نے بیان کیا کہ مجھے جعفر بن ابی مغیرہ نے سعید بن جبیر کے حوالے سے فرمایا کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس بیٹھا ایک کاغذ پر لکھ رہا تھا کہ وہ کاغذ پُر ہوگیا پھر میں نے اپنا جوتا الٹا کر کے لکھا۔ واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم (ت)

فصل چہارم

مسئلہ ۱۷۰: مسئولہ حضرت سید حبیب اللہ زینی دمشقی طرابلسی جیلانی وارد حال بریلی ۸ ربیع الآخر ۱۳۲۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین ان مسائل میں کہ جو لوگ تبرکات شریف بلا سند لاتے ہیں اُن کی زیارت کرنا چاہئے یا نہیں؟ اور[2] اکثر لوگ کہتے ہیں کہ آج کل مصنوعی تبرکات زیادہ لئے پھرتے ہیں یہ اُن کا کہنا کیسا ہے؟ اور[3] جو زائر کچھ نذر کرے اس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟ اور[4] جو شخص خود مانگے اُس کا مانگنا کیسا ہے؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے آثار و تبرکات شریفہ کی تعظیم دینِ مسلمان کا فرضِ عظیم ہے، تابوتِ سکینہ جس کا ذکر قرآن عظیم میں ہے جس کی برکت سے بنی اسرائیل ہمیشہ کافروں پر فتح پاتے اس میں کیا تھا بقیۃ مما ترك اٰل موسٰی واٰل ھٰرون[2] موسٰی وہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کے چھوڑے ہوئے تبرکات سے کچھ بقیہ تھا۔ موسٰی علیہ السلام کا عصا اور ان کی نعلین مبارک اور ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمامہ وغیرہا۔ ولہٰذا تواتر سے ثابت کہ جس چیز کو کسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے

---

[1] سنن الدارمی باب من رخص فی کتابۃ العلم حدیث ۵۰۰ دار المحاسن قاہرہ ۱/ ۱۰۵

[2] رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۴۵

کوئی علاقہ بدن اقدس سے چھُونے کا ہوتا صحابہ و تابعین و ائمہ دین ہمیشہ اس کی تعظیم و حرمت اور اس سے طلب برکت فرماتے آئے اور دینِ حق کے معظم اماموں نے تصریح فرمائی کہ اس کے لئے کسی سند کی بھی حاجت نہیں بلکہ وہ چیز حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نام پاک سے مشہور ہو اس کی تعظیم شعائرِ دین سے ہے۔ شفا شریف و مواہبِ لدنیہ و مدارج شریف وغیرہا میں ہے:

من اعظامہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اعظام جمیع اسبابہ وما لمسہ او عرف بہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[1]

یعنی رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم میں سے ہے اُن تمام اشیاء کی تعظیم جس کو نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کچھ علاقہ ہو اور جسے نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے چھُوا ہو یا جو حضور کے نام پاک سے مشہور ہو۔

یہاں تک کہ برابر ائمہ دین و علمائے معتمدین نعلِ اقدس کی شبیہ و مثال کی تعظیم فرماتے رہے اور اس سے صدہا عجیب مددیں پائیں اور اُس کے باب میں مستقل کتابیں تصنیف فرمائیں، جب نقشے کی یہ برکت و عظمت ہے تو خود نعل اقدس کی عظمت و برکت کو خیال کیجئے پھر ردائے اقدس جبۂ مقدسہ و عمامہ مکرمہ پر نظر کیجئے پھر ان تمام آثار و تبرکات شریفہ سے ہزاروں درجے اعظم و اعلٰی و اکرم و اولٰی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ناخن پاک کا تراشہ ہے کہ یہ سب ملبوسات تھے اور وہ جزءِ بدن والا ہے اور اس سے اجل و اعظم و ارفع و اکرم حضور پُرنور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ریش مبارک کا مُوئے مطہر ہے، مسلمان کا ایمان گواہ ہے کہ ہفت آسمان و زمین ہرگز اُس ایک مُوئے مبارک کی عظمت کو نہیں پہنچتے اور ابھی تصریحات ائمہ سے معلوم ہولیا کہ تعظیم کے لئے نہ یقین درکار ہے نہ کوئی خاص سند بلکہ صرف نامِ پاک سے اُس شئے کا اشتہار کافی ہے ایسی جگہ بے اوراک سند تعظیم سے باز نہ رہے گا مگر بیمار دل پُرآزار دل جس میں عظمت شان محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم بروجہ کافی نہ ایمان کامل، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ان یك کاذبًا فعلیہ کذبہ وان یك صادقًا یصبکم بعض الذی یعدکم[2]

اگر یہ جھُوٹا ہے تو اُس کے جھُوٹ کا وبال اُس پر، اور اگر سچا ہے تو تمھیں پہنچ جائیں گے بعض وہ عذاب جن کا وہ تمھیں وعدہ دیتا ہے۔

اور خصوصاً جہاں سند بھی موجود ہو پھر تو تعظیم و اعزاز و تکریم سے باز نہیں رہ سکتا مگر کوئی کھُلا کافر یا چھُپا

---

[1] کتاب الشفاء للقاضی فصل ومن اعظامہ الخ المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ ۲/ ۴۸-۴۷

[2] القرآن الکریم ۴۰/ ۲۸

منافق، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اور یہ کہنا کہ آج کل اکثر لوگ مصنوعی تبرکات لئے پھرتے ہیں مگر یوہیں مجمل بلاتعیین شخص ہو یعنی کسی شخص معین پر اس کی وجہ سے الزام یا بدگمانی مقصود نہ ہو تو اس میں کچھ گناہ نہیں اور بلاثبوت شرعی کسی خاص شخص کی نسبت حکم لگادینا کہ یہ انھیں میں سے ہے جو مصنوعی تبرکات لئے پھرتے ہیں ضرور ناجائز وگناہ وحرام ہے کہ اس کا منشا صرف بدگمانی ہے اور بدگمانی سے بڑھ کر کوئی جھوٹی بات نہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث۔[1] — بدگمانی سے بچو کہ بدگمانی سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔

ائمہ دین فرماتے ہیں:

انما ینشؤ الظن الخبیث من القلب الخبیث۔[2] — خبیث گمان خبیث ہی دل سے پیدا ہوتا ہے۔

تبرکات شریفہ جس کے پاس ہوں اُن کی زیارت کرنے پر لوگوں سے اس کا کچھ مانگنا سخت شنیع ہے، جو تندرست ہو اعضا صحیح رکھتا ہو نوکری خواہ مزدوری اگرچہ ڈلیا ڈھونے کے ذریعہ سے روٹی کما سکتا ہو اسے سوال کرنا حرام ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاتحل الصدقۃ لغنی ولا لذی مرۃ سوی۔[3] — غنی یا سکت والے تندرست کے لئے صدقہ حلال نہیں۔

علماء فرماتے ہیں:

ماجمع السائل بالتکدی فھو الخبیث۔[4] — سائل جو کچھ مانگ کر جمع کرتا ہے وہ خبیث ہے۔

اس پر ایک تو شناعت یہ ہوئی، دوسری شناعت سخت تر یہ ہے کہ دین کے نام سے دُنیا

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الوصایا ۱/۳۸۴ و کتاب الفرائض ۲/۹۹۵ ـ صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ ۲/۳۱۶ جامع الترمذی ابواب البر ۲/۲۰ ـ موطا امام مالک باب ماجاء فی المہاجرۃ ص ۷۰۲

[2] فیض القدیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ۲۹۰۱ ایاکم والظن الخ دار المعرفۃ بیروت ۳/۱۲۲

[3] مسند امام احمد بن حنبل عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالےٰ عنہما المکتب الاسلامی بیروت ۲/۱۹۲

[4] ردالمحتار کتاب الکراہیۃ ۵/۲۴۷ و فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراہیۃ ۵/۳۴۹

کہاتا ہے او یشترون بایٰتی ثمنًا قلیلًا[1] (میری آیات کے ذریعہ قلیل رقم حاصل کرتے ہیں۔ ت) کے قبیل میں داخل ہوتا ہے۔ تبرکاتِ شریفہ بھی اللہ عزوجل کی نشانیوں سے عمدہ نشانیاں ہیں ان کے ذریعہ سے دنیا کی ذلیل قلیل پونجی حاصل کرنے والا دُنیا کے بدلے دین بیچنے والا ہے، شناعت سخت تر یہ ہے کہ اپنے اس مقصد فاسد کے لئے تبرکاتِ شریفہ کو شہر بشہر دربدر لئے پھرتے ہیں اور کس و ناکس کے پاس لے جاتے ہیں، یہ آثارِ شریفہ کی سخت توہین ہے، خلیفہ ہارون رشید رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے عالم دارالہجرۃ سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے درخواست کی تھی کہ اُن کے یہاں جاکر خلیفہ زادوں کو پڑھا دیا کریں، فرمایا: میں علم کو ذلیل نہ کروں گا انھیں پڑھنا ہے تو خود حاضر ہُوا کریں۔ عرض کی: وہی حاضر ہونگے مگر اور طلبا پر ان کو تقدیم دی جائے۔ فرمایا: یہ بھی نہ ہوگا سب یکساں رکھے جائیں گے۔ آخر خلیفہ کو یہی منظور کرنا پڑا ــــــ یونہی امام شریک نخعی سے خلیفہ وقت نے چاہا تھا کہ اُن کے گھر جاکر شہزادوں کو پڑھا دیا کریں۔ انکار کیا۔ کہا: آپ امیر المومنین کا حکم ماننا نہیں چاہتے۔ فرمایا: یہ نہیں بلکہ علم کو ذلیل نہیں کرنا چاہتا۔

رہا یہ کہ بے اس کے مانگے زائرین کچھ اسے دیں اور یہ لے، اس میں تفصیل ہے، شرع مطہر کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ المعہود عرفا کالمشروط لفظًا (عرفاً مقررہ چیز لفظاً مشروط کی طرح ہے۔ ت)۔ یہ لوگ تبرکاتِ شریفہ شہر بشہر لئے پھرتے ہیں ان کی نیت و عادت قطعًا معلوم کہ اس کے عوض تحصیلِ زر و جمع مال چاہتے ہیں یہ قصد نہ ہو تو کیوں دُور دراز سفر کی مشقت اٹھائیں، ریلوں کے کرائے دیں، اگر کوئی ان میں زبانی کہے بھی کہ ہماری نیت فقط مسلمانوں کو زیارت سے بہرہ مند کرنا ہے تو اُن کا حال اُن کے قال کی صریح تکذیب کررہا ہے ان میں علی العموم وہ لوگ ہیں جو ضروری ضروری طہارت وصلوٰۃ سے بھی آگاہ نہیں اس فرض قطعی کے حاصل کرنے کو کبھی دس پانچ کوس یا شہر ہی کے کسی عالم کے پاس گھر سے آدھ میل جانا پسند نہ کیا مسلمانوں کو زیارت کرانے کے لئے ہزاروں کوس سفر کو تے ہیں پھر جہاں زیارتیں ہوں اور لوگ کچھ نہ دیں وہاں ان صاحبوں کے غصے دیکھئے پہلا حکم یہ لگایا جاتا ہے کہ تم لوگوں کو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کچھ محبت نہیں گویا ان کے نزدیک محبتِ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور ایمان اسی میں منحصر ہے کہ حرام طور پر کچھ ان کی نذر کردیا جائے، پھر جہاں کہیں سے ملے بھی مگر ان کے خیال سے تھوڑا ہو ان کی سخت شکایتیں اور مذمتیں ان سے سُن لیجئے اگرچہ وہ دینے والے صلحاء و علماء ہوں اور مالِ حلال سے دیا ہو اور جہاں پیٹ بھر کے مل گیا وہاں کی لمبی چوڑی تعریفیں سن لیجئے اگرچہ وہ دینے والے فسّاق فجّار بلکہ بدمذہب ہوں اور مالِ حرام سے دیا ہو تو قطعًا معلوم ہے کہ وہ زیارت نہیں کراتے بلکہ لینے کے لئے اور زیارت کرنے والے بھی جانتے ہیں کہ ضرور کچھ دینا

[1] القرآن الکریم ۲/ ۴۱ و ۵/ ۴۴

پڑے گا تو اب یہ صرف سوال ہی نہ ہوا بلکہ بحسب عرف زیارت شریفہ پر اجارہ ہوگیا اور وہ بچند وجہ حرام ہے،

اولاً زیارت آثار شریفہ کوئی ایسی چیز نہیں جو زیرِ اجارہ داخل ہوسکے،

كما صرح به فی ردالمحتار وغیرہ ان مایؤخذ من النصارٰی علٰی زیارة بیت المقدس حرام[1]، وھذا اذا كان حرامًا اخذہ من كفار دار الحرب كالروس وغیرھم فكیف من المسلمین ان ھو الا ضلال مبین۔

جس طرح اس کی تصریح ردالمحتار وغیرہ میں ہے کہ بیت المقدس کی زیارت کے عوض عیسائیوں سے وصولی حرام ہے، یہ حربی کافروں اور سرداروں وغیرہ سے وصولی حرام ہے تو مسلمانوں سے وصولی کیسے حرام نہ ہوگی یہ نہیں مگر کھلی گمراہی۔ (ت)

ثانیاً اجرت مقرر نہیں ہوتی کیا دیا جائے گا اور جو اجارے شرعاً جائز ہیں ان میں بھی اجرت مجہول رکھی جانا اسے حرام کردیتا ہے کہ جو سبب سے حرام ہے کہ حرام در حرام ہوا، اور یہ حکم جس طرح گشتی صاحبوں کو شامل ہے مقامی حضرات بھی اس سے محفوظ نہیں جبکہ اسی نیت سے زیارت کراتے ہوں اور اُن کا یہ طریقہ معلوم و معروف ہو، ہاں اگر بندۂ خدا کے پاس کچھ آثارِ شریفہ ہوں اور وہ انھیں بہ تعظیم اپنے مکان میں رکھے اور جو مسلمان اس کی درخواست کرے محض لوجہ اللہ اسے زیارت کرادیا کرے کبھی کسی معاوضہ نذرانہ کی تمنا نہ رکھے، پھر اگر وہ آسودہ حال نہیں اور مسلمان بطورِ خود قلیل یا کثیر بنظرِ اعانت اُسے کچھ دے تو اس کے لے لینے میں اس کو کچھ حرج نہیں باقی گشتی صاحبوں کو عموماً اور مقامی صاحبوں میں خاص ان کو جو اس امر پر اخذ نذور کے ساتھ معروف و مشہور ہیں شرعاً جواز کی کوئی صورت نہیں ہوسکتی مگر ایک وہ یہ کہ خدائے تعالٰی ان کو توفیق دے نیت اپنی درست کریں اور اُس شرط عرفی کے رَد کے لئے صراحۃً اعلان کے ساتھ ہر جلسے میں کہہ دیا کریں کہ مسلمانو! یہ آثارِ شریفہ تمہارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا فلاں ولی معزز و مکرم کے ہیں کہ محض خالصاً لوجہ اللہ تمھیں اُن کی زیارت کرائی جاتی ہے ہرگز کوئی بدلہ یا معاوضہ مطلوب نہیں، اس کے بعد اگر مسلمان کچھ نذر کریں تو اسے قبول کرنے میں کچھ حرج نہ ہوگا۔ فتاوٰی قاضی خاں وغیرہا میں ہے: ان الصریح یفوق الدلالة[2] (کہ صراحت کو دلالت پر فوقیت ہے۔ ت)

[1]

[2] ردالمحتار کتاب النکاح ۲/ ۳۵۶ و کتاب الدعوی ۴/ ۴۳۷

اور اس کی صحتِ نیت پر دلیل یہ ہوگی کہ کم پر ناراض نہ ہو بلکہ اگر چلے گزر جائیں لوگ فوج فوج زیارتیں کرکے یوں ہی چلے جائیں اور کوئی پیسہ نہ دے جب بھی اصلاً دل تنگ نہ ہو اور اسی خوشی و شادمانی کے ساتھ مسلمانوں کو زیارت کرایا کرے، اس صورت میں یہ لینا دینا دونوں جائز و حلال ہوں گے اور زائرین مزدور دونوں اعانتِ مسلمین کا ثواب پائیں گے اُس نے سعادت و برکت دے کر اُن کی مدد کی اُنھوں نے دنیا کی متاعِ قلیل سے فائدہ پہنچایا، اور رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ رواہ مسلم[1] فی صحیحہ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

تم میں سے جس سے ہو سکے کہ اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچائے، پہنچائے (اسے مسلم نے اپنی صحیح میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اللہ فی عون العبد ما دام العبد فی عون اخیہ۔ رواہ الشیخان[2]۔

اللہ اپنے بندہ کی مدد میں ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہے (اسے امام بخاری و مسلم نے روایت کیا۔ ت)

علی الخصوص جب یہ تبرکات والے حضرات ساداتِ کرام ہوں تو اب کی خدمت اعلٰی درجہ کی برکت و سعادت ہے، حدیث میں ہے حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں "جو شخص اولادِ عبد المطلب میں سے کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اس کا صلہ دنیا میں نہ پائے میں بہ نفسِ نفیس روزِ قیامت اس کا صلہ عطا فرماؤں گا" اور اگر زیارت کرانے والے کو اس کی توفیق نہ ہو تو زیارت کرنیوالے کو چاہیے خود ان سے صاف صراحۃً کہدے کہ نذر کچھ نہیں دی جائے گی خالصاً لوجہ اللہ اگر آپ زیارت کراتے ہیں کرائیے اس پر اگر وہ صاحب نہ مانیں ہرگز زیارت نہ کرے کہ زیارت ایک مستحب ہے اور یہ لین دین حرام، کسی مستحب شے کے حاصل کرنے کے واسطے حرام کو اختیار نہیں کر سکتے۔ اشباہ و نظائر وغیرہا میں ہے:

ما حرم اخذہ حرم اعطاؤہ[3]۔ جس چیز کا لینا حرام اس کا دینا بھی حرام ہے (ت)

---

[1] صحیح مسلم باب استحباب الرقیۃ من العین الخ نور محمد اصح المطابع کراچی ۲/۲۲۴

[2] 〃 〃 کتاب الذکر والدعا باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن 〃 〃 ۲/۳۴۵

[3] الاشباہ والنظائر الفن الاول ۱/۱۸۹ و ردالمحتار کتاب الزکوٰۃ ۲/۵۶

درمختار میں ہے :

الاٰخذ والمعطی اٰثمان[1] (لینے اور دینے والے دونوں گنہگار ہوں گے ۔ ت)

اسی درمختار میں تصریح ہے کہ جو تندرست ہو اور کسب پر قادر ہو اسے دینا حرام ہے کہ دینے والے اس سوال حرام پر اس کی اعانت کرتے ہیں اگر نہ دیں خواہی نخواہی عاجز ہو اور کسب کرے، اور اگر اس کی غرض زیارت کرنے والے صاحب نے قبول کرلی تو اب سوال و اُجرت کا قدم درمیان سے اُٹھ گیا بے تکلف زیارت کرے دونوں کے لئے اجر ہے اس کے بعد حسبِ استطاعت اُن کی نذر کردے، یہ لینا دینا دونوں کے لئے حلال، اور دونوں کے لئے اجر ہے، بحمد اللہ فقیر کا یہی معمول ہے اور توفیقِ خیر اللہ تعالٰی سے مسئول ہے ۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ

بتاریخ ۹ جمادی الاولٰی ۱۳۱۸ھ

جنابِ من ! ایک نئی بات سُنی گئی ہے اس کی بابت عرض کرتا ہوں اطمینان فرمائیے ۔

سوال : نقل روضہ منورہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور نقل روضہ امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ اور تعزیہ میں کیا فرق ہے، شرعاً کس کی تعظیم و تکریم کرنا چاہئے، اُن میں کون افضل ہے ، اور زیارت کرنا روضہ رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی درست ہے یا نہیں، یعنی نقل روضہ منورہ کو جو مقبول حسین کے یہاں ہے بعض لوگ یوں کہتے ہیں کہ کاریگر کی کاریگری دیکھ لو لفظ زیارت کا کہنا اور وقتِ زیارت درود شریف پڑھنا اور مثل اصل کے تعظیم کرنا درست ہے ہرگز نہیں چاہئے، اتنا کہنا تو مثل کے نسبت درست کہتے ہیں اِلاّ بالکل تعظیم کرنا محض بُرا بتاتے ہیں اور ایسا کرنیوالے کو مثل ہنود کے جانتے ہیں اس کا کیا جواب ہے ؟

الجواب

روضہ منورہ حضور پُر نور سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نقل صحیح بلاشُبہہ معظمات دینیہ سے ہے اس کی تعظیم و تکریم بروجہ شرعی ہر مسلمان صحیح الایمان کا مقتضائے ایمان ہے ع

اے گل بتو خرسندم تو بوئے کسے داری

(اے پھول میں تجھ سے اس لئے خوش ہوں کہ تجھ میں کسی کی خوشبو ہے ۔ ت)

اس کی زیارت بآدابِ شریعت اور اُس وقت درود شریف کی کثرت ہر مومن کی شہادتِ قلب و بداہتِ عقل

---

[1] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۷۳

مستحب و مطلوب ہے، علامہ تاج فاکہانی فجر منیر میں فرماتے ہیں:

من فوائد ذلك ان من لم یمکنہ زیارۃ الروضۃ فلیبرز مثالھا و لیلثمہ مشتاقا لانہ ناب مناب الاصل کما قد ناب مثال نعلہ الشریفۃ مناب عینھا فی المنافع والخواص بشھادۃ التجربۃ الصحیحۃ ولذا جعلوا لہ من الاکرام والاحترام ما یجعلون للمنوب عنہ[1]

یعنی روضۂ مبارک سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نقل میں ایک فائدہ یہ ہے کہ جسے اصل روضۂ اقدس کی زیارت نہ ملے وہ اسکی زیارت کرے اور شوقِ دل کے ساتھ اسے بوسہ دے کہ یہ نقل اسی اصل کے قائم مقام ہے جیسے نعل مبارک کا نقشہ منافع و خواص میں یقیناً خود اس کا قائم مقام ہے جس پر صحیح تجربہ گواہ ہے ولہذا علمائے دین نے اس کی نقل کا اعزاز و اکرام وہی رکھا جو اصل کا رکھتے ہیں۔

اسی طرح دلائل الخیرات و مطالع المسرات وغیرہما معتبرات میں ہے اس بحث کی تفصیل جلیل فقیر کے رسالہ شفاء الوالہ فی صور الحبیب و مزارہ و نعالہ[13] میں ہے یہاں لفظ زیارت کی ممانعت محض جہالت ہے اور معاذ اللہ درود شریف کی ممانعت اور سخت حماقت اور صراحۃً شریعتِ مطہرہ پر افتراء ہے۔ علامہ طاہر فتنی مجمع البحار میں اپنے استاد امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل فرماتے ہیں:

من استقیظ عند اخذ الطیب وشمہ الی ما کان علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من محبتہ للطیب فصلی علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لما وقر فی قلبہ من جلالتہ واستحقاقہ علی کل امتہ ان یلحظوا بعین نہایۃ الاجلال عند رؤیۃ شیئ من اثارہ او ما یدل علیھا فھو اٰت بمالہ فیہ اکمل الثواب الجزیل وقد استحبہ العلماء لمن رأی

خوشبو والے کے پاس خوشبو دیکھ کر متوجہ ہوا اور اسے سونگھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خوشبو کو پسند فرماتے تھے تو اس وقت درود شریف پڑھا اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جلالتِ شان کا دل میں وقار رہا یا اور تمام امت پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ استحقاق جانتے ہوئے کہ آپ کے آثار مبارکہ کو دیکھتے ہوئے ان کی تعظیم و اہتمام کو ملحوظ رکھیں تو خوشبو سونگھنے پر درود شریف پڑھنے والے

---

[1] فجر منیر

شیئا من اثار ہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولاشك ان من استحضر ما ذکرتہ عند شمہ للطیب یکون کالرائی شیئ من اثارہ الشریفۃ فی المعنی فلیس بہ الا الاکثار من الصلٰوۃ والسلام علیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حینئذ[1] اھ مختصرًا۔

نے اس پر کامل اور بھاری ثواب پایا جبکہ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کے آثار کو دیکھنے والے کے لئے علماء کرام نے اس کو مستحب قرار دیا ہے اور کوئی شک نہیں کہ خوشبو سونگھنے پر مذکورہ امور کو مستحضر کرنے والے نے گویا حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کے آثار شریفہ کو معنًی دیکھا تو اس وقت صرف درود شریف کی کثرت ہی اس کو مناسب ہے اھ مختصراً (ت)

اسی ارشاد جلیل میں صاف تصریح جلیل ہے کہ تمام امت پر رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا حق ہے کہ جب حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے آثار شریفہ کی کوئی چیز دیکھیں یا وہ شے دیکھیں جو حضور کے آثار شریفہ سے کسی چیز پر دلالت کرتی ہو تو اس وقت کمال ادب و تعظیم کے ساتھ حضور پُرنور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا تصور لائیں اور درود و سلام کی کثرت کریں ولہذا جو خوشبو لیتے یا سونگھتے وقت یاد کرے کہ مصطفٰے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم اُسے دوست رکھتے تھے وہ بھی گویا معنی آثار شریفہ کی زیارت کر رہا ہے اُسے اس وقت درود پڑھنے کی کثرت مسنون ہونی چاہئے تو نعل روضہ مبارکہ کہ صاف صاف مایدل علیہا میں داخل ہے اس کی زیارت کے وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم اور حضور پر درود و تسلیم کیوں نہ مستحب ہوگی ایسی تعظیم کرنے والے کو معاذ اللہ کفار و مشرکین کے مثل بتانا سخت ناپاک کلمہ بیباک ہے قائل جاہل پر توبہ فرض ہے بلکہ از سر نو کلمہ اسلام کی تجدید کرکے اپنی عورت سے نکاح دوبارہ کرے کہ اس نے بلاوجہ مسلمانوں کو مثل کفار بتایا۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من دعا رجلا بالکفر او قال عدو اللہ ولیس کذلك الا حار علیہ رواہ الشیخان[2]

جس نے کسی کو کفر کے ساتھ پکارا یا اسکو عدو اللہ کہا حالانکہ وہ شخص ایسا نہ تھا تو وہ کلمہ کہنے والے

---

[1] مجمع بحار الانوار فصل فی تعیین بعض الاحادیث المشتہرۃ علی الالسن مکتبہ دار الایمان المدینۃ المنورۃ ۵/ ۲۳۷

[2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان حال ایمان من قال لاخیہ یا کافر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۷

عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ کی طرف لوٹے گا۔ اس کو شیخین (بخاری و مسلم) نے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے (ت)

یونہی اگر روضہ مبارکہ حضرت شہزادہ گلگوں قبا حسین شہید ظلم و جفا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علی جدہ الکریم وعلیہ کی صحیح نقل بنا کر محض بہ نیت تبرک بے آمیزش منکرات شرعیہ مکان میں رکھتے تو شرعاً کوئی حرج نہ تھا، مگر حاشا تعزیہ ہرگز اُس کی نقل نہیں، نقل ہونا درکنار بنانے والوں کو نقل کا قصد بھی نہیں، ہر جگہ نئی تراش نئی گھڑت جسے اس اصل سے نہ کچھ علاقہ نہ نسبت، پھر کسی میں پریاں کسی میں براق، کسی میں اور بیہودہ طمطراق، پھر کوچہ بکوچہ و دشت بدشت اشاعت غم کے لئے ان کا گشت، اور اس کے گرد سینہ زنی ماتم سازشی کی شور افگنی، حرام مرثیوں سے نوحہ کنی، عقل و نقل سے کٹی چھنی، کوئی اُن پچھیوں کو جھک جھک کر سلام کر رہا ہے کوئی مشغول طواف کوئی سجدے میں گرا ہے کوئی اس مایہ بدعات کو معاذ اللہ جلوہ گاہ حضرت امام عالی مقام سمجھ کر اس ابرک پنی سے مرادیں مانگتا منتیں مانتا ہے، عرضیاں باندھتا حاجت روا جانتا ہے، پھر باقی تماشے باجے تاشے مردوں عورتوں کا راتوں کو میل اور طرح طرح کے بیہودہ کھیل ان سب پر طرّہ ہیں، غرض عشرہ محرم الحرام کہ اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت بابرکت و محل عبادت ٹھہرا ہوا تھا، ان بیہودہ رسموں نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا پھر وبال ابتداع کا وہ جوش ہوا کہ خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا، ریاء و تفاخر علانیہ ہوتا ہے پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے، روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں، رزق الٰہی کی بے ادبی ہوتی ہے، پیسے ریتے میں گر کر غائب ہوتے ہیں، مال کی اضاعت ہو رہی ہے مگر نام تو ہو گیا کہ فلاں صاحب لنگر لٹا رہے ہیں، اب بہار عشرہ کے پھول کھلے، تاشے باجے بجتے چلے، رنگ رنگ کے کھیلوں کی دھوم، بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم، شہوانی میلوں کی پوری رسوم، جشن فاسقانہ یہ کچھ اور اس کے ساتھ خیال وہ کچھ کہ گویا یہ ساختہ ڈھانچے بعینہا حضرات شہدائے کرام علیہم الرضوان کے پاک جنازے ہیں ؏

اے مومنو! اٹھاؤ جنازہ حسین کا

گاتے ہوئے مصنوعی کربلا پہنچے، وہاں کچھ نوچ اُتار باقی توڑ تاڑ دفن کر دئے، یہ ہر سال اضاعت مال کے جرم و وبال جدا گانہ رہے اللہ تعالیٰ صدقہ حضرات شہدائے کرام کربلا علیہم الرضوان والثناء کا مسلمانوں کو نیک توفیق بخشے اور بدعات سے توبہ دے آمین آمین!

تعزیہ داری کہ اس طریقہ نامرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت و ناجائز و حرام ہے، ان خرافات کے

شیوع نے اس اصل مشروع کو بھی اب محدود و محظور کر دیا کہ اس میں اہلِ بدعت سے مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد یا اہلِ اعتقاد کے لئے ابتلائے بدعات کا اندیشہ ہے وما یؤدی الی محظور محظور (جو چیز ممنوع تک پہنچائے وہ ممنوع ہے۔ت) حدیث میں ہے اتقوا مواضع التہم[1] (تہمت کے مواقع سے بچو۔ت) اور وارد ہوا:

من کان یؤمن باللہ والیوم الاٰخر فلا یقفن مواقف التہم[2]۔ | جو شخص اللہ تعالٰی اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ تہمت کے مواقع میں ہرگز نہ کھڑا ہو۔ (ت)

لہذا دربارہ کربلا سے معلّٰی اب صرف کاغذ پر صحیح نقشہ لکھا ہوا محض بقصد تبرک بے آمیزش منہیات پاس رکھنے کی اجازت ہوسکتی ہے والسلام علٰی من اتبع الھدٰی، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

(ختم شد رسالہ بدر الانوار فی اٰداب الاٰثار)

---

[1] کشف الخفاء حدیث ۸۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۳۷
اتحاف السادۃ المتقین کتاب عجائب القلب دار الفکر بیروت ۷/ ۲۸۳
[2] مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی کتاب الصلوٰۃ باب ادراک الفریضۃ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۲۴۹